مولانا مفتی غلام قادر
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حلال وحرام آگاہی

۲۔۳ جمادی الاولیٰ بمطابق ۲۶ رمارچ ۲۱۰۲ء کو جامعۃ الرشید کراچی میں حلال آگاہی سے متعلق مختلف موضوعات پر ملک بھر کے مفتیان کرام کے لئے ایک فقہی اجتماع کا انعقاد کیا گیا' جس میں جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف سے مفتی غلام قادر' صدر دارالافتاء جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک نے شرکت کر کے زیر نظر مقالہ پیش کیا' واضح رہے کہ یہ مقالہ کوئی باقاعدہ فتویٰ یا فیصلہ نہیں' بلکہ اس کی حیثیت ایک تحقیق کی ہے' جس کو منعقدہ فقہی اجتماع میں شرکاء کے غور وخوض کے لئے پیش کیا گیا' تا کہ آئندہ ان مسائل میں پوری تحقیق کرنے کے بعد کوئی رائے وجود میں آسکے' ''الحق'' کی وساطت سے علماء کرام اور مفتیان کرام کے غور وفکر کے لئے پیش خدمت ہے (ادارہ)

الحمدلله و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد!

محترم ومکرم محققین علماء کرام اور حاضرین مجلس۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اولاً اللہ تعالیٰ کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے فضل وکرم سے اس عظیم اجتماع میں حاضر ہونے اور ملک کے نامور علماء کرام اور بزرگان دین سے استفادہ حاصل کرنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اور ثانیاً اس عظیم جامعہ کے منتظمین اور عاملہ کو اپنی طرف سے اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس فتنوں اور گمراہی کے دور میں وقت کے اہم موضوع اور مسلمانوں کو حلال وحرام کے درمیان تمیز کی خاطر اس عظیم اجتماع کا انعقاد کیا' اور ہمیں بھی اس پرنور اور بابرکت محفل سے مستفید ہونے کا موقع دیا۔

اگر چہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اپنے کم وسائل اور بے سروسرمایہ ماحول کی خاطر ان جیسوں محفلوں کے انعقاد کا متحمل نہیں ہے' لیکن جب کبھی بھی اس جیسی محفلوں میں ضرورت پڑے گی تو جامعہ کے اراکین ایسی مثبت سوچ اور امت محمد ﷺ کی صحیح رہنمائی کی خاطر حاضر خدمت ہونگے' اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تائید ہمیشہ اس جیسی محفلوں سے ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ایسی محفلوں کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے اوران کے انعقاد کرنے والوں اور منتظمین اور حصہ لینے والوں کو مزید توفیق عطا فرمائے اوراس اجتماع کو پوری امت کی ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ بنائے (امین)

اس تحقیقی مجلس کے موضوعات سے متعلق چند گزارشات اور معروضات پیش خدمت ہیں۔

اشیاء میں اصل اباحت ہے:

جمہور فقہائے کرام کی رائے یہ ہے کہ تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں، جس پر چند دلائل یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (البقرة: ۲۹)

قال تعالیٰ: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (الاعراف. ۳۲)

اس آیت کے ذیل میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں:

وبهذا الاية يثبت ان الاصل فى المطاعم و المشارب و الملابس الحل مالم يثبت تحريمها من الله تعالىٰ (المظهرى. ج ۳ / ص ۳۴۷)

اورامام رازیؒ لکھتے ہیں: فهذه الاية تقتضى حل كل المنافع وهذا اصل معتبر فى كل الشريعة (تفسير كبير، جزء ۱۴ ص ۲۳۱)

(۳) اور علامہ حمویؒ رقمطراز ہیں:

ذكر العلامه قاسم بن قطلوبغا فى بعض تعاليقه أن المختار أن الاصل الاباحة عند جمهور أصحابنا (شرح الاشباه والنظائر للحموى ج / ۱ ص ۲۰۹)

(۴) اور علامہ آفندیؒ لکھتے ہیں:

واعلم أن الاصل فى الاشياء كلها سوى الفروج الاباحة...... وانما تثبت الحرمة بعارض نص مطلق أو خبر مروى فمالم يوجد شئى من الدلائل المحرمة فهى على الاباحة (مجمع الانهر ج / ۲ ص ۵۶۸)

(۵) اور علامہ شامیؒ مذکورہ بالا اصل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ففى تحرير ابن الهمام المختار الاباحة عند جمهور الحنفية و الشافعية وفى شرح اصول البزدوى للعلامة الاكمل قال أكثر أصحابنا و اكثر اصحاب الشافعىؒ ان الاشياء التى يجوز ان يرد الشرع بأباحتها و حرمتها قبل وروده على الاباحة وهى الاصل فيها. (شامى ج / ۳ ص ۲۶۷)

(۶) قال العلامة وهبة الزهيلى:

الاصل فى الاشياء الاباحة (الفقه الاسلامى و أدلته ج / ۴ ص ۲۶۲۷)

(۷) وقال ایضاً اتفق العلماء علی ان الاصل فی الأشربة والأطعمة الاباحة

(الفقه الاسلامی ج/۴ص ۲۶۲۳)

(۸) وقال العلامة عبدالرحمن العبید

والأصل فی الطعام والشراب الحل لأنهاد اخلان فی عموم العادات الا ماجاء النص بتحریمیه فی الکتاب والسنة (أصول المنهج الاسلامی ص ۲۹۶)

ان ذکر کردہ قرآنی آیات اور فقہی عبارات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں' لہٰذا جب تک کسی چیز کی حرمت کی تصریح قرآن وحدیث میں نہ ہو اور نہ ہی کتاب وسنت کے بیان کئے ہوئے حرمت کے اصول کے تحت آتی ہو تو وہ چیز مباح سمجھی جائے گی۔

موجودہ زمانہ میں جدید ایجادات واختراعات اور مختلف مصنوعات کے احکام پر اس قاعدہ کو خصوصیت کے ساتھ منطبق کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ بالا اصل کی رُو سے درآمد شدہ مصنوعات کا حکم

بیرونی ممالک سے درآمد شدہ اشیاء چار قسم کے ہوسکتے ہیں۔

۱۔ خالص حلال اشیاء۔ اس کا استعمال اور خرید وفروخت تو بلاشبہ درست ہے۔

۲۔ خالص حرام اشیاء۔ ان اشیاء کا استعمال اور خرید وفروخت بلاشبہ ناجائز ہے۔

۳۔ درآمد شدہ ذبیحہ اور گوشت

دیگر اشیاء میں اگرچہ اصل اباحت ہے لیکن گوشت کا معاملہ اس سے مختلف ہے' کیونکہ گوشت تو شرعی لحاظ سے اس وقت حلال ہوجاتا ہے' جب کسی حلال جانور یا مرغی کو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے' لیکن عام طور پر چونکہ آج کل بیرونی ممالک کے اکثر مذبح خانوں میں مشینی آلہ کے ذریعے ذبح کیا جاتا ہے' اور باقاعدہ ذبح کے شرعی تقاضوں کو پورا نہیں کیا جاتا ہے' اس لئے جب تک اس کی پوری تحقیق نہ ہوئی کہ اس کو کس طرح ذبح کیا جاتا ہے' اس وقت تک استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔

۴: چوتھی قسم ان اشیاء کی ہے جو مخلوط چیزوں سے مرکب ہے:

ایسی اشیاء جو مخلوط چیزوں سے بنی ہوئی ہو خواہ وہ اشیاء غذائی ہو یا دیگر مصنوعی اشیاء اولاً تو اس کے بارے میں یہ تحقیق ضروری ہے کہ کسی مصنوعی یا مخلوط مرکب چیز میں حرام کی آمیزش ہوئی ہے یا نہیں' اگر ہوئی ہے تو کتنی مقدار میں ہوئی ہے' کسی چیز کی حلت یا حرمت کا فتویٰ تو اس وقت دیا جاسکتا ہے' جب کسی چیز کی حقیقت کے بارے میں پہلے سے معلومات میسر ہوں۔

البتہ فقہی ذخائر کی رو سے مصنوعی اور مرکب اشیاء میں حرام چیز کے استعمال کا یقین ہو یا اس چیز کا بنانا بغیر حرام چیز کے استعمال کے عقلاً یا عرفاً ممکن نہ ہو تو جب تک اس حرام چیز کا استحالہ یعنی حقیقت اور ماہیت تبدیل نہ ہوا ہو تو اس وقت تک اس کا استعمال درست نہ ہوگا۔

اور اگر کوئی چیز خواہ غذائی ہو یا دیگر مصنوعی جو عموماً حلال اشیاء کے امتزاج سے بنتا ہو اور کسی حرام چیز کا اس کے ترکیب میں یقین نہ ہو بلکہ فقط احتمال ہو تو صرف احتمال کی بنیاد پر اس چیز کو حرام نہیں کہا جاسکتا ہے بلکہ عام مسلمان کیلئے بغیر تحقیق اور تعمق کے اس کا استعمال درست ہوگا (قال العلامة ابن نجیم یجوز الوضو بماء أنتن بالمکث وھو الاقامة والدوام قید بقوله بالمکث لأنه لو علم انه انتن للنجاسة لا یجوز به الوضوء واما لوشک فیه فانه یجوز ولا یلزمه السوال عنه (البحر الرائق ج ۱/ص ۶۸)

البتہ مشتبہات سے بچنا ہی احتیاط اور اولیٰ ہے:

و قال العلامة ابن نجیمؒ: من الکراھیة غلب علی ظنه ان اکثر بیاعات اھل السوق لاتخلو عن الفساد فان کان الغالب ھو الحرام یتنزه عن شرائه ولکن مع ھذا لو اشتراہ یطیب له'

وقال الحموی: قوله : یطیب له: ووجهه ان کون الغالب فی السوق الحرام لایستلزم کون المشتری حراماً لجواز کونه من الحلال المغلوب والاصل الحل (الاشباہ والنظائر ج ۱/ص ۳۰۹)

متروک التسمیة عامداً اور مشینی ذبیحہ:

اس موضوع کے تحت دو مسئلے ہیں' پہلا مسئلہ متروک التسمیہ عامداً کا ہے' اس بارے میں نہ تو کسی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ اجتہاد کی کیونکہ یہ تو ایک منصوصی مسئلہ ہے' کہ عمداً کسی مذبوحہ پر تسمیہ چھوڑنے سے وہ ذبیحہ حرام ہی ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ: وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ (الانعام / ۱۲۱)

دوسرا مسئلہ مشینی ذبیحہ سے متعلق ہے' اس بارے میں ہمارے علماء اسلاف مفتی محمد شفیعؒ نے جواہر الفقہ ج ۲/ص ۴۲۱' مفتی رشید احمد صاحبؒ نے احسن الفتاوی ج ۷/ص ۴۶۱ اور خصوصاً شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے فقہی مقالات ج ۴/ص ۲۵۴ پر جو تحقیق کی ہے وہ کافی ہے۔

اگر مشین کے ذریعے ذبح کرنے کی صورت میں شرعی طریقہ ذبح کی شرائط پوری ہوں تو ذبیحہ حلال ہوگا' ورنہ نہیں۔ لہٰذا اس بارے میں یہ تحقیق ضروری ہے کہ کسی غیر ملکی مذبح خانوں میں شرائط ذبح کی رعایت رکھی جاتی ہے اور کس میں نہیں۔ صرف لیبلوں کی وجہ سے کسی چیز پر حلت یا حرمت کے احکام جاری نہیں کئے جاسکتے۔

انقلاب ماہیت کی حدود وقیود اور حلال چیز میں حرام یا ناپاک چیز کے قلیل کالمعدوم مقدار کے استعمال کا مسئلہ:

زیر بحث مسائل میں سے سب سے اہم مسئلہ یہی مسئلہ ہے' اور مصنوعات کے استعمال' جواز اور عدمِ جواز

میں ایک بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

بندہ اس بارے میں قلت وقت کی وجہ سے کسی حتمی رائے اور فیصلے پر نہیں پہنچا' البتہ فقہی عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عموم بلویٰ' ضرورت شدیدۃ کے وقت جہاں کسی نجس چیز سے احتراز کرنا ممکن یا آسان نہ ہو تو وہاں فقہاء کرام نے قلیل مقدار میں عفو سے تعبیر کرکے نجاست کے حکم کو ساقط قرار دیا ہے۔

اگر موجودہ حالات میں اس عموم بلویٰ کی وجہ سے بیرونی مصنوعات' مشروبات وغیرہ میں جہاں یقینی حرمت اور نجاست نہ ہوں' اگر جواز کا قول کیا جائے تو فقہاء کرام کی تحقیقات سے متصادم نہیں ہوگا۔

چنانچہ فقہ کے باب الانجاس وتطهيرها کی مندرجہ ذیل عبارات سے یہی بات معلوم ہوتی ہے' جیسا کہ علامہ ابن الھمام لکھتے ہیں۔

(۱) وقوله (وقدر الدرهم وما دونه ' من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر ...... جازت الصلاة معه وان زادلم تجز) ...... ولنا ان القليل لايمكن التحرزعنه فيجعل عفوا و قدر ناه' بقدر الدرهم اخذا عن موضع الاستنجاء ...... ويروى من حيث الوزن ......الخ

(فتح القدير ج / ۱ ص ۱۷۹' ۱۷۷)

(۲) وقال العلامة جلال الدين الخوارزمیؒ:

روى عن النبی ﷺ انه قال من اكتحل فليوتر ومن لافلاحرج عليه ومن استجمر فليوتر ومن لا فلاحرج عليه' فعلم انه' سقط حكمه 'لقلة النجاسة وان ذلک القدر عفو...... فان قيل عفى عن الغسل لدفع الحرج قلنا ثبت ان الحرج مسقط حكم النجاسة والحرج قائم هنا لان الاحترازی عن النجاسة القليلة متعذر علينا (الكفاية فی ذيل فتح القدير ج/ ۱ ص ۱۷۸)

(۳) وقال العلامة المرغینانیؒ: وان اصابه خرء مالا يو كل لحمه من الطيور اكثر من قدر الدرهم جازت الصلاة فيه عند ابی حنيفة وأبی يوسف...... ولهما انها تزرق من الهواء والتحامی عنه متعذر فتحققت الضرورة ولو وقع فی الاناء قيل يفسده' وقيل لايفسده' لتعذر صون الاوانی عنه (الهداية ج / ۱ ص ۷۳' ۷۴)

(۴) وقال العلامة ابن الهمامؒ: وما قيل ان البلوىٰ لاتعتبر فی موضع النص عنده' كبول الانسان النافی للحرج وهو ليس معارضة للنص بالرأی والبلوىٰ فی بول الانسان فی الانتضاح كرؤس الابر لافيما سواه' لانها انما تحقق باغلبية عسر الانفكاک وذلک ان تحقق فی بول الانسان فكما قلنا وقدر ثبنا مقتضاه ' اذ قد أسقطنا اعتباره (فتح القدير ج ۱ /ص ۱۷۹)

(۵) وقال العلامة عبدالرحمن الجزیریؒ:

ازالة النجاسة عن بدن المصلی ولوبه ومكانه واجبة الاماعفی عنه' دفعاً للحرج والمشقة قال تعالیٰ: وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج:۷۸)

............قال الحنيفه ...... ويعفى فى الجناسة المغلظة عن امور: منها قدر الدرهم ...... ومنها بول الهرة والفأرة وخرؤهما فيما تظهرفيه حالة الضرورة فيعفى عن خرء الفارة اذا وقع فى الحنطة ولم يكثر حتى يظهر اثره ويعفىٰ عن بولها اذا سقط فى البرء لتحقق الضروة

......ومنها رشاش البول اذا كان دقيقا كرؤوس الابر' بحيث لايرى' ولو ملاء الثوب أو البدن فانه يعتبر كالعدم للضرورة.ومثله الدم الذى يصيب القصاب "اى الجزار" فيعفى عنه' فى حقه للضرورة......

ومنها طين الشوارع ولو كان مخلوطاً بنجاسته غالبة ما لم يرعينها......الخ

كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ج/ ۱ ص ۲۳'۲۴)

(۴) <u>حلال اورحرام کے شرعی معیارات۔اسکار۔نجاست وغیرہ</u>

انسان کے اخلاق پرگردوپیش کے حالات' ماحول اورسوسائٹی کا اثر انداز ہونا بدیہی بات ہے اور ظاہر ہے کہ جب گردوپیش کی چیزوں سے انسانی اخلاق متاثر ہوتے ہیں تو جو چیزیں انسانی بدن کے جزء بنتی ہیں ان سے اخلاق انسانی اوراعمال انسانی کس قدر متاثر ہوں گے۔

اس لئے اسلام نے نظام اکل وشرب میں انسان کی راہنمائی فرما کرحکم دیا۔

۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (البقرة:۱۶۸)

اوراسی طرح ارشادفرمایا: فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا (النحل:۱۱۴)

اورایک اورجگہ پرحکم دیا ہے: يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المؤمنون:۵۱)

کہ حلال اور پاک غذا کھاؤ جس سے آپ کے اخلاقی اور عملی زندگی پر اچھا اثر پڑے گا۔اوراس کے برعکس حرام اور ناپاک چیزوں سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ وہ انسانی زندگی پر برااثر کرتا ہے۔

اب وہ خارجی عوامل جو کسی چیز کے عدم اباحت کے لئے ذریعہ بنتے ہیں کل پانچ ہیں۔

۱۔ نجاست کی وجہ سے کسی چیز کا استعمال ناجائز ہوتا ہے۔

☆ کمافی قوله تعالیٰ:

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ (المائده ۹۰)

☆ وقال العلامة وهبه الزحيلیؒ

ويحرم جميع ماهوضار ومن الاشربة كالسم وغيره و كل ماهو نجس كالدم المسفوح والبول ولبن الحيوان غير المأكول عدا الانسان و كل ماهو متجنس كالمائع الذى وقعت فيه نجاسة الخ" (الفقه الاسلامی وادلته ۲۶۲۴/۴)

۲۔ ضرر کی وجہ سے کسی چیز کا استعمال ناجائز ہوتا ہے۔

كما قال قاضی خان : ويكره اكل الطين لان ذالك يضره فيصير قاتلا لنفسه (خانيه على هامش العالمگيريه ۴۰۳/۳)

وقال وهبه الزحيلیؒ: واما الضار فلا يحل اكله كالسم والمخاط والمنى والتراب والحجر لقوله تعالىٰ ولا تقتلوا انفسكم (الاية) الفقه الاسلامی ۲۵۹۲/۴)

۳۔ خباثت کی وجہ سے کسی چیز کا استعمال ناجائز ہوتا ہے۔

كمافى قوله تعالىٰ: وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف :۱۵۷)

وقال الامام الغزالیؒ : ولوتهرت نملة اوذباب فى قدرلم يجب اراقتها اذا المستقذر هو جرمه' إذا بقى له جرم ولم ينجس حتى يحرم النجاسة وهذا يدل على ان تحريمه للاستقذار (احياء العلوم ۹۳/۲)

(۴) کرامت کی وجہ سے کسی چیز کا استعمال ناجائز ہوتا ہے۔قال الله تعالىٰ ولقد كرمنا بنى آدم

"وفى الهندية الانتفاع باجزاء الادمى لم يجزوقيل للكرامة هوالصحيح"

(الفتاوى الهندية ۳۵۴/۵)

وقال العلامه ابن العابدينؒ : والادمى كالخنزير فيما ذكر تعظيما له " (ردالمحتار ۹۷/۲)

وقال العلامه الامام الغزالیؒ : وكذالک لقول لو دقع جزء من آدمى ميت فى قدرو لو وزن دانق حرم الاكل لالنجاسته فان الصحيح ان الادمى لاينجس بالموت ولكن لان اكله محرم احتراماً لااستقذارا (احياء العلوم ۹۳/۲)

(۵) سکر (نشہ) کی وجہ سے کسی چیز کا استعمال ناجائز ہوتا ہے۔

لقوله عليه السلام : كل مسكر خمرو كل مسكر حرام (مشكوة المصابيح ۳۱۷/۲)

وقال العلامة ابن العابدینؒ : حرمة اکل بنج وحشیشة وافیون لکن دون الخمر والسکر بھا کلہ لایحد بل یعزر وفی النھر التحقیق مافی العنایہ ان النبج مباح لانہ حشیش اما السکر منہ فحرام (ردالمحتار ۴/۴۲)

ان علتوں کے بارے میں یہ بات ملحوظ نظر رکھنی چاہیے کہ ضرر کے علاوہ دیگر علتیں جس ماکول یا مشروب میں پائی جائے وہ تو حرام ہی سمجھی جائے گی' البتہ اگر کسی چیز میں صرف ضرر والی علت موجود ہو اور اس کے علاوہ دیگر علتوں میں سے کوئی علت موجود نہ ہوں' تو ان کا استعمال طبی کراہت کی بنیاد پر شرعاً غیر مباح اور مکروہ ہوگا۔

لہٰذا اس تمہید کے پیش نظر اگر جدید مصنوعات میں ضرر کے علاوہ دیگر علتوں میں سے کوئی علت موجود ہو تو اس چیز کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

اور اگر کسی مصنوعی اشیاء میں صرف ضرر والی علت موجود ہو تو اس بارے میں تھوڑی بہت تفصیل یہ ہے۔

۱۔ جس چیز کے ظاہری یا باطنی استعمال سے انسانی بدن کو ضرر لاحق ہوتی ہو اگر اس چیز کی قلیل مقدار ضرر رساں نہ ہو تو قلیل مقدار میں اس کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ اس میں حرمت کی کوئی دوسری علت موجود نہ ہو

لمافی الھندیة: وسئل عن بعض الفقہاء عن اکل الطین البخاری ونجوہ قال لاباس بذلک مالم یتضرر (الھندیة ج/۵ ص ۳۴۱)

اسی طرح علامہ رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں: ''مٹی کی حرمت بسبب ضرر ہے اگر کوئی مستند طبیب کہہ دے یا تجربہ سے ثابت ہو جائے کہ اس خاص مقدار میں ضرر نہیں ہے تو اتنی مقدار کھانا جائز ہے' اس سے زیادہ نہیں (احسن الفتاویٰ ج ۸/ص ۱۲۵)

۲۔ جو چیزیں بدن کیلئے ضرر رساں ہوں' اگر کسی چیز کے ملانے سے اسکے ضرر کا خاتمہ ہو' حتیٰ کہ اس سے بننے والے مخلوط مرکب کے استعمال میں کسی قسم کا ضرر نہ ہو اور نہ ہی اس میں نشہ کی کیفیت پیدا ہو تو اس مخلوط مرکب کا استعمال جائز ہوگا۔

۳۔ اسی طرح اگر کوئی ضرر رساں چیز کسی دوسری چیز میں کسی معتدبہ نفع کے حصول یا اس سے بھی زیادہ ضرر والی کیفیت کے خاتمہ کے لئے استعمال ہو تو اس استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔

لما فی شرح المجلة: الضرر الأشد یزال بالضرر الاخف (شرح المجلة ص ۳۱)

اب قارئین ماہنامہ ''الحق'' فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں

facebook\Alhaq Akora Khattak